نورافشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

نمبر (۱۹) ہر ہفتہ بروز جمعہ شایع ہوتا ہی - ۱۱ مئی ۱۹۰۶ء جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

احمد آباد (گجرات) میں جو مکتی فوج کی عمارت ہو وہ نزدیک ہے ایک کاٹن پریس میں ۲۹ اپریل کو آگ لگ جانے کے سبب سے بھسم ہو گئی - دہلی کی کیمبرج مشن کے پادری اے - کوایم اے یکم مئی کو روانہ انگلستان ہو گئے ہیں کہ نارس کے شہر شہر مشہد میں جو بلوا ہوا ہی اس میں سب یورپین قتل اور زخمی ہوئے ہیں + بمبئی کے مقام پارل میں پلیگ کی رسدگاہ تحقیقات کے متعلق ایک پروونشل رسدگاہ تحقیقات بموجب ہدایات گورنمنٹ ہند قایم ہوئی ہی - خبر ہے کہ ۲۹ اپریل کو مقام بلانڈ (واقعہ نظام حیدرآباد) میں کوئلہ کی کان کے پھٹ جانے کے سبب سے پانچ آدمی مارے گئے - اس مقام سے جو اس کان کے نہر میں ہوئی کئی میلوں کے گھروں کی کھڑکییاں اور روشندان ہل گئے + ولاڈیوسٹک (روس) میں بہت سے جاپانی جاسوسی کرتے ہوئے گرفتار ہو گئے + ماہ اپریل کے آخری ہفتہ میں لارڈ کرزن صاحب بہادر بعارضہ انفلوانزا بیمار رہے - صحت خراب تھی + پالمپور کے دیوان نے علیگڑھ کالج کیلئے چھ سو روپیہ سالانہ دینے کا وعدہ کیا ہی - منگھیر کا مدرسہ اور کالج بسبب پلیگ کی کثرت کے بند کر دیئے گئے ہیں اور جب تک پلیگ کا زور کم نہ ہوگا انکا افتتاح نہ ہوگا چیفس کالج کے لئے گورنمنٹ ہند نے دو قسم کے ڈپلومے تجویز کئے ہیں - ایک قسم کا ڈپلوما توان طلبا کو دیا جائیگا جو صرف پاس ہونگے اور دوسری قسم کا ان کو جو خاص خاص مضامین شہرت کے ساتھ کامیاب

ہونگے - لیسٹر میں ایک اندھی لڑکی ہی جو مختصر نویسی سیکھ رہی ہی وہ اس کل کے ذریعے کرتی ہی جو چند سال ہوئے اس غرض سے ایجاد ہوئی تھی کہ اس سے اندھے لوگ ابھرے ہوئے حروف لکھ سکیں + جموں میں پلیگ کا بڑا زور ہی + پٹیالہ کے کنور صاحب بہمراہی میجر جیمس سرجن ۱۲ مئی کو انگلستان جانے والے ہیں - برودگی کے ذخیرہ سے ۰۰ پونڈ ڈائنامٹ چوری گیا - کہتے ہیں کہ جو پٹھان لوگ میں جو وادیوں میں سے ہو کر سرحد پر آ گئے تھے + حال کے پنجاب یونیورسٹی کے متعلق امتحان انٹرنس کے ۴۷۵۴ امیدواروں میں سے ۲۷۹۱ پاس ہوئے + بڑے وثوق سے گمان کیا جاتا ہو کہ شملہ سے قریب سو میل جانب شمال کو ایک آتش فشاں پہاڑ ہی جو خیال کیا جاتا ہو کہ دریائے ستلج کے اضلاع میں جو بھونچال آئے تھے وہ اسی کے سبب سے آتی ہیں + پنجاب کے پرائیویٹ طلبا نے پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار سے عرض کی ہو کہ آیندہ سال انٹرنس میں فیلنگی آف آرٹس کا امتحان پورانے قاعدوں کے موافق ہو + بمبئی کا ایک اخبار راوی ہی کہ ناسک کی فاحشہ عورتوں نے ۷۰ ممبران کی ایک سوسائٹی قایم کی ہی اور یہ وعدہ کیا ہی کہ ہم آیندہ کو پاک زندگی بسر کرینگی اور یہ بھی وعدہ کیا ہو کہ ہمیں شراب نوشوں سے کچھ سروکار نہیں ہے + کہتے ہیں کہ ہر ایک بنگالی گھر میں طوطے "بندے ماترم" پڑھنا سکھ گئے ہیں - لوکل گورنمنٹ بھی ایکٹ تعزیرات کی ترمیم کرنیکی فکر میں ہی تاکہ یہ پرندے بھی اسکی دفعہ ۱۲۴ کے اثر میں آجاویں + ایک آنہ کا سکہ جسکی تجویز ہو رہی تھی اب تیار ہے اگرچہ شاہ معظم کی طرف سے اسکی قبولیت ظاہر نہیں ہوئی - اس میں صرف یہ عیب دکھیا

گیا ہے کہ اسکے کنارے ذرا زیادہ ابھرے ہوئے ہیں جن میں مٹی جمع ہو جانیکا اندیشہ ہی - شاہ کارلوس نے لزبن میں انٹرنیشنل میڈیکل کانگرس کا افتتاح کر دیا - اس میں ۲۰ ملکوں کے ڈلیگیٹ حاضر تھے + قیصر نے وہبودلیس کے مصیبت زدگان کی خاطر جرمنی میں ایک چندہ کھولا ہی اور خود ۵۰۰۰ پونڈ مرحمت کیا + گوانڈ وکے ایک انجنیر کی بیوی سنٹر شارلنگ ریل میں سفر کرتی ہوئی لٹ لی گئی - ۳۶۰ سورن کا مال انکے پاس سے اڑ گیا - تحقیقات جاری ہے - بنگال کے سوداگروں نے سان فرانسسکو کے تباہ ہونے پر پریزیڈنٹ روزوسٹ کو ہمدردی کا تار بھیجا ہی پریزیڈنٹ روزوسٹ نے سان فرانسسکو کے مصیبت زدوں کے لئے ایک کروڑ پچاس لاکھ ڈالر منظور کرایا ہی - فرانس کے اضلاع میں سخت بلوا ہو رہا ہے - اسلئے فرانس کی سرکار نے ڈنیاین اور ہاڈ ثنگ اضلاع میں ۴۰ ہزار فوج ابھی بھیجدی ہی - کل فوج اب دو لاکھ دس ہزار ہو گئی ہی + لنکاشائر کے ایک لاکھ بیس ہزار مزدوروں میں سے ۷۰ فیصدی مزدور کام بند کر دینے پر مستعد ہیں - لیکن اگر ان مزدوروں کا ٹھیک فیصلہ ہو گیا تو کام بند نہ کیا جائیگا + بیوس (واقعہ فرانس) میں جن لوگوں نے بلوا کیا تھا وہ گرفتار ہو گئے ہیں - برما میں آبکاری سے امسال ۲۲۸۶۱۰ روپیہ کی آمدنی ہوئی گذشتہ سال ۳۴۳۰۵ روپیہ تھی یعنی امسال ۱۲۵۷۵ روپیہ کا اضافہ ہوا + لندن کے ہوس آف کامنس میں عورتوں نے سخت اودھم مچا رکھا ہی وہ چاہتی ہیں کہ ہم کو بھی ووٹ دینے کا اختیار مردوں کی طرح حاصل ہو +

ایڈیٹوریل نوٹس

جاپان کی ترقی کا راز۔ ڈاکٹر سوشا ٹو آنے ۴ مارچ کو سنٹرل ہوٹل سکول ہال میں لکچر دیتے ہوئے جاپان کی ترقی کے پانچ اصول بتائے یعنی (۱) وسیع خیالی جب جاپانیوں نے دیکھا کہ ذات پات کا امتیاز لوگوں کو انکے حقوق سے محروم رکھتا ہو تو یکلخت اس کو ترک کر دیا۔ اس فراخ خیالی کے ذریعہ سے ادنیٰ درجہ کے لوگ سوسائٹی اور پبلک میں بڑے بڑے درجوں اور منصبوں پر پہنچ گئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میرا ایک دوست ہے جو پہلے ادنیٰ ذات کا تھا مگر اب تعلیم پا کر ملک کے ایک بڑے کالج کا پروفیسر ہو۔ اب اسکی نسبت کسی کو بھی کسی قسم کا ادنیٰ خیال نہیں آتا۔ علاوہ اسکے جب لوگوں نے دیکھا کہ مستورات کے ساتھ بُرا سلوک ہو رہا ہو اور انکی بھی حق تلفی ہو رہی ہے تو انہوں نے فوراً انکو بھی اُن کی ادنیٰ اور چار دیواری زندگی سے نکالکر اعلیٰ حالت اور رفاہ عام کے زینہ پر چڑھا دیا یہہ کام انہوں نے تعلیم النسواں کے ذریعہ سے کیا (۲) مشابہ بنانے کی طاقت۔ ذاتی خواص اور تقلید کے اجتماع سے مشابہت پیدا ہوتی ہے۔ جاپان نے آزادانہ طور پر مغرب سے تعلیمی اور فوجی انتظام اخذ کئے مگر اس کو اپنا بنا لیا اور نتیجہ جاپانی ہی نکالا نہ کہ محض نقل ہی نقل (۳) طاقت اتحاد۔ وہ اپنے متفرق مذاہب کیوجہ سے بڑے بڑے قومی معاملات میں ایک دوسرے سے علیحدگی ہرگز نہیں رکھتے۔ اُن کی اس اتحاد کی جڑ انکی عام زبان اور نسل ہو۔ (۴) روزمرہ کے استعمال کی طاقت۔ وہ فلسفہ کا مطالعہ تو کرتے ہیں اور اہل فلسفہ خود تاریخ فلسفہ کو اپنے مطالعہ کا بڑا مضمون تصور کرتے ہیں مگر یہہ ظاہر ہو کہ جس بات کا انجام عمل میں نہیں ہوتا وہ اسکو فلسفانہ بنانے سے قطعاً پہلوتہی کرتے ہیں یہہ جاپانی قوم کا خاصہ ہو (۵) جد وجہد کی طاقت جوانان جاپان خود بڑی سرگرمی سے ساتھ معاملات میں دخل دیتے اور سلطنت کا ہاتھ بٹاتے ہیں مگر سرکار سے مدد لینے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ اپنا کل دارومدار اپنے ہی اوپر رکھتے ہیں +

اب سوال لازم آتا ہو کہ کیا ہندوستان میں بھی ان اصولوں پر عملدرآمد ہوتا ہو؟ اگر انصاف سے گہری نظر ڈالی جائے تو ہندوستان کی ہر ایک قوم۔ سوسائٹی اور مذہب کے فرقوں اور جماعتوں میں نہ صرف ان اصولوں کا عدم ہی موجود ہے بلکہ انکے خلاف عمل میں آ رہا ہو۔ ان پانچوں اصولوں کے خلاف جو اصول ہیں وہ اپنے پورے زور سے ہندوستان میں کام کر رہے ہیں۔ اگرچہ زبانی جمع خرچ بہت ہو اور شاید جاپان سے بڑھکر لیکن عمل طاقت جو چوتھا اصول ہو ہندوستان سے بالکل مفقود ہو۔ خود غرضی ذات پات کا امتیاز۔ مذہبی تعصب۔ وغیرہ ہندوستان کے رگ و ریشہ میں سمائے ہوئے۔ اور ترقی کی امید بہت کم ہو +

روح کا نظارہ۔ چند ماہ کا عرصہ گذرا ہو کہ ہم نے کسی پرچے میں شایع کیا تھا کہ فرانس میں ایک کپتان نے ایک اندھیری کوٹھری کے اندر فوٹو لیتے ہوئے فلم پر اپنی فوت شدہ بیوی کی تصویر دیکھی اور کوشش کرکے اسکی پوری تصویر اتاری۔ اب یہہ خبر سننے سے بالضرور حیرانگی ہوگی کہ کلکتہ میں روح کے نظارہ کے ایک اور عجیب واقعہ سے بڑی کھلبلی مچی ہوئی ہو۔ چنانچہ کلکتہ کا ایک انگریزی اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہو کہ ایک بے نام کوچے میں ایک عظیم الشان حویلی کے اندر روح کے نظارہ کا حال سنا جاتا ہو۔ اس حویلی کا مالک بڑا متمول شخص ہو۔ اس نے اپنے تمام دوستوں کو فراہم کیا ہوا ہو جو ہر رات کو ایک روح کا دیدار کیا کرتے ہیں کلکتہ میں یہہ خبر اسقدر شہرت پکڑ گئی ہو کہ سینکڑوں جنٹلمینوں نے زبانی اور بذریعہ خط اس مالک مکان سے استدعا کی ہو کہ ہمیں بھی وہ نظارہ دکھایا جائے۔ مگر وہ سبکو یہہ کہکر جواب دے رہا ہے کہ "روح دکھانا میرا پیشہ نہیں ہو۔ میں تو صرف اس روح کو پکڑنے کی کوشش کر رہا ہوں جو گذشتہ دس ہفتوں سے مجھے ستا رہی ہے"۔ کہتے ہیں کہ جونہیں لوگ اس حویلی میں داخل ہوتے ہیں لیمپ فوراً گل ہو جاتا ہے۔ مگر یہہ لوگ ہاتھوں میں چھڑیاں لئے برابر بیٹھے رہتے ہیں۔ جادو کا ایک پردہ دیوار کے اندر سے نکلتا ہے۔ اور اگرچہ نصف درجن دیا سلائیاں جلا ڈالی جاتی ہیں مگر پھر بھی نظر کچھ نہیں آتا۔ ہر ایک چیز نظروں سے غائب ہو جاتی ہو۔ یہی نامہ نگار کہتا ہو کہ میں نے اس گھر میں جانیکی کئی دفعہ درخواست کی مگر کامیابی نہیں ہوئی معلوم نہیں یہہ کیا اسرار ہے +

ہندوستان کا جاپانی نام۔ جسطرح مسلمانوں کے زمانہ میں ہندوستان کا نام "ہندوستان جنت نشان اور کشمیر کا لقب کشمیر جنت نظیر تھا اور اب بھی کبھی کبھی یہہ القاب مشہور ہیں اسی طرح جاپان میں بھی بقول ڈاکٹر سوشاٹو صاحب ایم۔ اے ہند کا جاپانی نام "تنشکو" ہو جس کے معنی ہیں "آسمانی ملک" اور کہ "جاپانی لوگ جانتے ہیں کہ بدھ جی ہندوستان سے آئے تھے۔ جاپانی لوگ ہندوستان اور اسکے باشندوں کی بابت بہت کچھ جانتے ہیں مگر وہاں کے عوام الناس کچھ بھی نہیں جانتے سوائے اسکے کہ ہندوستان بدھ جی کا ملک ہو۔ قدیم زمانہ کے غیر تعلیم یافتہ لوگ خیال کرتے تھے کہ ہندوستان کہیں آسمان پر ایک ملک ہو اور اسمیں بدھ جیسے ہیں نہ کہ انسان۔ اور وہ بدھ اور نیک لوگوں کا مسکن ہو" +

بڑی خوشی کی خبر ہو کہ مسٹر پیٹرک وائیلی برادر مسٹر ایم وائیلی مرحوم و مغفور بتاریخ ۹ مئی ۱۹۰۶ء بروز بدھ لودیانہ کی کلیسیا کیطرف سے کلیسیا کے ایلڈر منتخب ہو گئے۔ ہم انکو مبارکباد دیتے ہیں۔ آپ کا باقاعدہ آرڈینیشن اس منصب پر اتوار کو ہوگا۔ وائیلی کا نام اس کلیسیا اور سیشن اور پریسبٹیری میں قائم رہیگا۔ مسٹر پیٹرک وائیلی سے ہمیں بہت کچھ امیدیں ہیں کہ شاید وہ اپنے برادر مرحوم سے بھی بڑھکر دکھا دیں +





مسیحی کارندوں کے لئے ہدایتیں

۱۔ ایمان ۔ خدا پر یقین کرنا

تمام گناہوں کی اصلی جڑ بے یقینی ہو۔ اسلئے ہر قسم کی ناکامیابی کا خاص سبب خدا میں ایمان کی کمی ہو۔ اس سے محض وہ ناکامیابی مراد نہیں ہو جو شخص کام میں مدد کے لئے خدا کا محتاج ہو۔ اس خرابی کی جڑ دور تک پہنچ گئی ہو۔ اگر ہم گناہ کی ہلاک خاصیت کی نسبت خدا کے کلام پر کامل یقین کرتے تو ہر جگہ مسیحیوں میں اور ہی قسم کی طبیعت اور مزاج ظاہر ہوتا۔ ممکن ہو کہ ہم خدا کے کلام کے بیان کا انکار تو نہ کریں مگر فی الحقیقت یہہ ظاہر کریں کہ ہمکو یقین نہیں ہو کہ ہمارے وہ دوست جو اپنی روحانی زندگی کی نسبت لاپرواہ ہیں بری طرح خدا سے جدا ہیں سچ تو یہہ ہو کہ ہم سنجیدگی سے خدا پر یقین کرتے ہماری نظر میں لوگوں کی رائیوں کی خدا کے کلام کی صریح اور سادہ تعلیم کی نسبت زیادہ وقعت ہو (رومی ۱۱: ۲۰ سرسری نگاہ سے عبرانی ۱۱ باب بھی دیکھو)

اب وہ ایمان جو سوچ سمجھ کر حاصل کیا گیا ہو اس پیمانے سے ناپا جاتا ہو جس سے وہ سچائی جس پر کہ یقین کیا گیا ہو بطور حقیقت کے قبول کی جاتی ہو۔ وہ ایمان جس کی ہر ایک کارندے کو ضرورت ہو گہرا اور دل کو کشش کرنیوالا یقین ہو اسلئے کہ اسکا کام اشد ضروری ہو کیونکہ بنی آدم ابدی ہلاکت کی راہ پر جا رہے ہیں۔ اس سچائی کی منادی اور تعلیم کی اسوقت تک اشد ضرورت ہو تا وقتیکہ لوگوں کو گناہ کے گناہ ہونے کی سچی پہچان حاصل نہ ہو +

کارندے کے ایمان کا مرکز یسوع مسیح ہونا چاہئے اور اسکا پختہ یقین ہونا چاہئے کہ خدا کا رہائی دینیوالا فضل جو مسیح کی زندگی اور موت میں ظاہر ہوئی تائب اور ایمان لانے والے لوگوں کے لئے نجات کو کافی اور مکمل طور سے مہیا کرتا ہو۔ بغیر اس ایمان کے تمام کام ناقص دکھائی دیتا ہے۔ اس امر کی نسبت مسیحیت کی تواریخ بالکل صاف ہو مسیح کے رہائی دینیوالے کام میں ایمان ہی ایک ایسا نشان ہو جس نے ثابت کر دیا ہو کہ وہ بنی آدم کو بچا اور اٹھا سکتا ہے

ایمان کی تیسری بات یہہ ہو کہ خدا ہر ایک آدمی کی (جو لوگوں کو مسیح کے لئے فتح کرنے کی تلاش میں مسیح کے حکم کی تابعداری کرنے کی کوشش کر رہا ہی) مدد کرنے کو تیار ہے اس کام میں خدا پر بھروسہ کیا جا سکتا ہو +

دعا۔ اے خداوند میں یقین کرتا ہوں۔ میری بے ایمانی کا چارہ کر۔ میری مدد کر کہ میں ہمیشہ خدا کی حضوری کی مشق کر سکوں +

۲۔ پاکیزگی ۔ خدا کے ساتھ طاقت ۔

بائبل کا ہر ایک طالب عالم اسکے تمام صفحوں پر جلی حروف میں خدا کا ایک حکم لکھا ہوا دیکھتا ہو یعنے پاک بنو۔ خدا کا تمام سلوک جو بنی اسرائیل کے ساتھ شریعت دستورات یا قدرتی انتظام کے وسیلے انکو تربیت و تنبیہ دینے میں کیا گیا یہی بات سکھلاتا ہو۔ ہم کو پاک ہونا چاہئے۔ اگر ہم پاک نہ ہوں تو ہمیں اب فوراً پاک ہونا اور اس میں قایم رہنا چاہئے۔ البتہ ظاہری صفائی دل کی پاکیزگی کی طرف اشارہ کرتی ہو۔ ممکن ہو کہ ظاہری زندگی سفیدی کی ہوئی قبر کی مانند ہو۔ لیکن خدا ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا۔ وہ میرے دل کا حال جانتا ہو۔ اگر میں اسی گناہ کو جو مجھپر ظاہر ہو گیا ہو اپنے میں رہنے دیتا ہوں تو خدا مجھے استعمال نہ کریگا پولوس ایسے مقصد کے لئے مسیحی کی کوشش کو جانفشانی سے محبت کرنا (کلسی ۱: ۲۹) کہتا ہو۔ یہاں ہمیں فتح حاصل کرنی چاہئے ورنہ ہم فتح کئے جاویں گے۔ اس موقع پر گناہ کی غلامی کی کراہیت کیسی صاف دکھلائی دیتی ہو (پڑھو افرنتی ۳: ۱۶ و ۱۷) پاکیزگی میں نیت ۔ خیال ۔ کلام تمام زندگی اور زندگی کا ہر ایک دن شامل ہو۔

بڑی بھاری بات یہہ ہو کہ پاکیزگی بھی چھوت کے قانون کے تابع ہو۔ مثلاً اگر دو زندگیاں جن میں ایک پاک اور دوسری ناپاک ہوں ایک دوسرے کے تعلق میں آ جاویں تو نتیجہ ہر ایک کی نسبتی طاقت کے مطابق پیدا ہوگا۔ اگر پاک شخص طاقتور ہوگا تو چھوت یا تعلق سے ناپاک پاک ہو جاویگا اگر ناپاک مضبوط ہوگا تو پاک کی پاکیزگی کم ہو جاویگی مزید براں وہ مزاج جس میں انسان برائی کا مخالف یا اس سے لاپرواہ ہو اس میں بہت کچھ کام کرتا ہو۔ اگر پانی کے ایک گلاس میں سیاہی کا ایک قطرہ ڈالدو تو سارے کا رنگ بدل جاویگا لیکن پانی کے بہتے ہوئے چشمے میں اگر سیاہی کا ایک پیپا ڈال دیا جاوے تو فوراً سب بہہ جاویگا اور چشمہ بھی صاف اور پاک رہیگا۔ گناہ کی چھوت کے برخلاف یہہ قانون مسیح پر لگانے سے مسیحیت کی پاک کرنیوالی طاقت کا فوراً پتہ لگ سکتا ہو (یوحنا ۳: ۲ و ۳) بڑی گرمی سے ہم یہہ محسوس کریں کہ خدا کبھی کسی زندگی کو جو معلوم شدہ گناہ کی نسبت لاپرواہی کرتی ہو برکت نہیں دے سکتا (متی ۵: ۸) مسیح کے ساتھ زندہ تعلق ہر ایک شخص کے لئے اس سوال کو حل کر دیتا ہے +

دعا۔ اے خدا میرے اندر ایک پاک دل پیدا کر۔ میرے باطن میں ایک سیدھی روح نئے سرے سے ڈال میری مدد کر کہ تیری رہایش کے واسطے تیری ہیکل کو پاک رکھ سکوں +

مراسلات

دیکھو ایک سچا اسرائیلی جسمیں مکر نہیں

جنت آرامگاہ ۔ خلد پائیگاہ ۔ فردوس مکانی ۔ عدن آشیانی ۔ مرحوم ۔ مغفور ۔ پنجاب کی کلیسیا کے فخر ۔ لودیانہ کی کلیسیا کے فخر ۔ لودیانہ کی کلیسیا کے نازبردار مسٹر منشی وائیلی +

یوں تو بے عیب ذات الہی ہی کی ہو۔ اس کے ساتھ کسی بشر کا مقابلہ معاذ اللہ ۔ ذرہ کو آفتاب سے تو نسبت ہو سکتی ہو ۔ مگر بشر کو اس ذات پاک سے کیا نسبت ۔ لیکن انسانوں کی نسبت ایکدوسرے سے ہو سکتی ہو۔ اسی

لحاظ سے کہا جاتا ہو کہ فلاں نیک ہو۔ یا فلاں راستباز ہے۔ یہ سب صفات تو کسی بشر میں ہی نہیں۔ جبکہ ہمارے خداوند نے نتن ایل کو دیکھکر فرمایا کہ دیکھو ایک سچا اسرائیلی جس میں مکر نہیں۔ تو اس میں اُس کی بے ریا طبیعت اور راستی کے قبول کرنے کی مزاج پر گواہی دی۔ یونہی جب میں مسٹر وائیلی مرحوم کا تذکرہ کرتا ہوں۔ تو میری مراد اس سے یہی ہو کہ وہ ایک سچا مسیحی تھا جس میں مکر نہ تھا۔ راستی پسند اور بے ریا تھا۔ ایک ہی بشر میں ساری صفات کا کامل طور پر بھی ہونا شاذ و نادر ہے کیونکہ کسی میں کوئی خوبی ہو۔ تو ساتھ کوئی کمزوری بھی ہو مثلاً ایک شخص خدا کی راہ میں بڑا غیر تمند ہو۔ تو ساتھ ہی غصہ ور ہو۔ جس کے سبب اس سے غیرت کے گناہ بھی ہو جاتے ہیں۔ تو اسی طرح ہر بشر میں کوئی نہ کوئی نقص رہتا ہی ہے۔ الانسان مرکب الخطاء والنسیان تو مشہور مقولہ ہی ہو۔ لہذا مسٹر وائیلی بھی اس مسئلہ سے مستثنیٰ نہیں تھے۔ تاہم جسقدر صفات اُس ایک شخص میں پائی جاتی تھیں۔ فی زمانہ تو دیکھنے میں نہیں آتیں۔ اُس شخص کی زندگی سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ یا تو اس دنیا کا نہیں یا اس زمانہ کا نہیں۔ وہ کسی سنہری زمانہ کا بشر ہو ✚

مسٹر وائیلی مرحوم کا اصل نام فنسی ہو۔ وائیلی سرنیم ہے۔ چونکہ خاندان میں ہی سب سے بڑے تھے۔ تو وائیلی ہی کے نام سے مشہور ہوگئے۔ میں اس تذکرہ میں اُنکو فنسی مرحوم ہی کے نام سے یاد کرونگا تاکہ اُن کے اسی پیارے نام کی قدر و منزلت معلوم ہو۔ کہ وہ واقعی یوسف یعقوب کے فرزندوں افرائیم و فنسی سے کسی طرح کم نہ تھے۔

فنسی مرحوم پورے پچاس برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ چنانچہ اُن کی پیدائش اور موت کی تاریخیں ایسی قریب قریب واقع ہوئی ہیں کہ تعجب آتا ہو۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ جس دن کوئی پیدا ہوتا ہو اُسی دن مرتا ہو۔ مرحوم برادر ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۹۰۶ء میں فوت ہوگئے۔ دونوں سنوں میں ۶ کا عدد برابر ہو۔ پھر پیدائش کا مہینہ مارچ۔ اور فوتیدگی کا مہینہ بھی مارچ۔ البتہ تاریخ پیدائش میں ایک ہفتہ کا فرق ہو کہ پیدائش ۲۴ تاریخ ہو۔ فوتیدگی ۱۷ مارچ ہو عجیب نہیں کہ انسانی حساب میں غلطی ہو۔ اس حساب میں اُن کی زندگی کے ایام پوری نصف صدی ہوں۔ نہ دن نہ گھنٹہ کمی بڑھتی ہو۔ خیر یہہ تو آمد و رفت کی باتیں ہیں۔ سیکڑوں آتے ہیں اور جاتے ہیں۔ لیکن یہہ دیکھنا ہو کہ کون خدا اور خدا کی مخلوق کے واسطے آتا ہو اور کون صرف اپنی ذات ہی کے واسطے آتا ہو ✚

مرحوم فنسی کی نسبت میں صرف اُتنی باتوں کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔ جنکا مجھے ذاتی علم ہو۔ کیونکہ کچھ عرصہ مجھے اُن کے قریب رہنے کا اتفاق ہوا۔ گاہے گاہے ملاقات کا بھی شرف حاصل ہوتا رہا ✚

نمبر۱۔ سچا مسیحی۔ مرحوم ایک حقیقی مسیحی کی زندہ تصویر تھا۔ جو خوبیاں ایک مسیحی نام میں ہونی چاہئیں وہ اُس عزیز میں موجود تھیں۔ اُن سب خوبیوں کا چشمہ صرف محبت ہی ہو کیونکہ تمام اچھی نعمتیں خدا سے آتی ہیں اور خدا محبت ہو۔ جو محبت میں رہتا ہو خدا میں رہتا ہو۔ اور جو محبت کے عمل رسول نے انجیل میں فرمائے ہیں۔ وہ مرحوم میں اپنے اپنے موقعہ اور وقت پر ظاہر ہوتے رہتے تھے۔ اسلئے یقینی طور پر کہا جاتا ہو۔ کہ مرحوم خدا سے پیدا ہوا تھا۔ اور وہ سچا مسیحی۔ سچا اسرائیلی ابرہام کی نسل سے تھا ✚

نمبر۲۔ مرحوم فنسی اُستاد و شاگرد کی دونوں صفتیں اپنے اندر رکھتا تھا۔ سکول میں اُسکی سکول لایف بالکل بے عیب فرمان بردار۔ محنتی۔ اور پاک تھی اُستاد ہمیشہ اُس سے خوش رہتے تھے۔ اگرچہ صرف انٹرنس تک ہی تعلیم پائی تھی کیونکہ والد کا سایہ جلدی سر سے گذر گیا تھا۔ اور بہت سارے چھوٹے بھائی اور بہنیں موجود تھے جنکی پرورش کا بھار انکے ذمہ پڑگیا۔ سو ان کی پرورش کے واسطے اُن کو ملازمت اختیار کرنی پڑی۔ چنانچہ وہ ایک عرصہ تک ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ یہہ زمانہ بھی انہوں نے ایسی خوبی سے گذرا کہ اُس زمانہ کے طالب علم آجتک انکو یاد کرتے ہیں۔ باوجود اُستاد ہونے کے اُنہوں نے شاگردی کی طبیعت کو نہ چھوڑا۔ پیر شو بیا موز اُن کا مقولہ تھا۔ وہ مرتے دم تک شاگرد ہی بنے رہے۔ اور یوں ہر بات میں پورے اُستاد ✚

چنانچہ سنڈے سکول کی اُستادی اُنہی پر ختم ہو۔ دعوے کے ساتھ یہہ بات کہی جاتی ہو کہ ہندوستان بھر کے تمام مسیحیوں میں ایک شخص بھی اُنکی مانند سنڈے سکول کا اُستاد نہ تھا۔ جس خوبی سے سنڈے سکول کے سبق وہ تیار کرکے لڑکوں کو سکھاتے تھے۔ بڑے بڑے ایم۔ اے اور ڈی۔ ڈی۔ امریکن اور یورپین حیران رہجاتے تھے سب ان کو اُستاد مانتے تھے۔ باوجود اس کمال کے وہ شاگرد ہی رہتے تھے اور مرحوم مسٹر گلیڈ سٹون کی طرح مسٹر ایم وائیلی سے بہتر نام کوئی پسند نہ کیا۔ مسٹر وائیلی وہ اپنے کو کہلانا کافی سمجھتے تھے

نمبر۳۔ مرحوم فنسی ایک حقیقی بھائی تھا۔ یوں تو دنیا میں برادران یوسف سیکڑوں ہیں۔ جو یوسف جیسے بھائی کو بیچکر کھا جادیں۔ اور رسید تک نہ دیں مگر مرحوم حقیقی بھائی اور بہنوں کے درمیان اگرچہ کل مختار۔ بارعب و باعزت تھا۔ مگر حاکم و افسر کبھی نہ بنا۔ سب کا خدمتگار بھائی رہا کبھی کسی بھائی یا بہن کو کسی قصور پر گھڑکی دیتا۔ تو کمال محبت و صبر سے کہ کسی کو برا نہ معلوم ہوتا۔ ایسا بھائی۔ کہ سب بھائی بہنوں کی پرورش اور تعلیم یکساں کی۔ یہانتک کہ اپنے اور بہن کی پرورش اور تعلیم بھی اپنے حقیقی بھائیوں کے برابر کی۔ اور خدا نے بھائی بہن بھی ایسے فرمانبردار دئے۔ کہ جو اشاروں پر چلتے۔ ایک بھی مرحوم بھائی سے نافرمان نہ ہوا۔ اگرچہ ان صفات میں بہت حصہ والدہ مرحومہ کا بھی تھا۔ اگر اسوقت مرحوم برادر زندہ ہوتے۔ تو وہ میری اس تحریر کی مشکل سے برداشت کر سکتے۔ وہ ضرور مجھے ملامت



کرتے اور کہتے کہ یہہ سب کچھ والدہ کی عنایت اور خوبیوں کا ظہور ہے۔ خیر دونوں اس میں حصہ دار تھے۔ لیکن بھائی کا حق مرحوم نے بخوبی ادا کیا۔ وہ مسیحی زندگی میں سچے بھائیوں کے واسطے اعلےٰ نمونہ ہیں۔ کیا کوئی اور نظیر بھی ایسی دکھائی جا سکتی ہے؟ مجھے تو سب جگہ خوجے بھائی ہی نظر آتے ہیں جیسا کہ مثل مشہور ہے ؎

خوجہ بچرم کسے نہ محترم۔ جب با محترم کر ترم کترم

نمبر۴ مرحوم بھائی کیا تھا۔ وہ باپ تھا۔ اگرچہ مرحوم نے شادی نہ کی۔ اور اولاد نہ دیکھی۔ تاہم باپ ہونے کی خوبیاں اُن میں موجود تھیں۔ چھوٹے چھوٹے بھائی بہنوں کو کسطرح دیرانہ حفاظت میں پالا۔ کس طرح اُن کی تعلیم کی۔ کسطرح اُن کی نازبرداریاں کیں۔ اُن کے پس ماندہ بھائی بہنوں سے دریافت کرنا چاہئے۔ شاید میری یہہ بات پڑھکر بعض کہینگے۔ کہ یہہ کونسی خوبی ہے۔ اپنوں کو سارے ہی پیار کرتے ہیں۔ اول تو میں اس بات کو مانتا نہیں۔ کیونکہ یہہ اصول دنیاوی زندگی کے خلاف ہے۔ یہہ صرف الٰہی زندگی میں ہو سکتا ہے۔ اور وہی مرحوم میں تھی۔ مگر اور بچوں کو بھی وہ پیار کیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب میں وہاں اسسٹنٹ اوڈیٹر تھا۔ تو میرے ہاں لڑکی پیدا ہوئی مرحوم برادر اسقدر اسکو پیار کرتے تھے۔ کہ اکثر گود میں اُٹھائے لئے پھرتے تھے۔ کبھی کبھی دن بھر اپنے گھر میں رکھتے تھے۔ صرف دودھ پلانے کے واسطے اُسکی والدہ کے پاس اُسکو گھر میں بھیج دیتے تھے۔ چونکہ اُن کے ہاں بڑھئی کا کارخانہ تھا۔ ایک بہت عمدہ ہاتھ گاڑی میری لڑکی کے واسطے بنوائی کبھی کبھی آپ بھی اسکو گاڑی میں پھرایا کرتے تھے۔ میں جو کبھی کہتا کہ آپ کو بہنیں اور بیٹیاں بہت پیاری معلوم ہوتی ہیں۔ تو فرمایا کرتے کہ اس ذات میں خدا نے ایک ایسی خوبی محبت کی رکھی ہے۔ کہ اگر یہہ نہ ہووے تو کوئی بھی انکو پیار نہ کرے۔ میں تو بہت اس لڑکی کو پیار نہیں کرتا۔ مگر اسکا پیار مجھکو اپنی طرف کھینچ لیتا۔ یہہ ایک قدرتی صفت خدا نے ان کو بخشی ہے۔ کبھی زیادہ دیر تک جو لڑکی اُن کے ہاں رہتی۔ اور میں لینے کو جاتا۔ تو والدہ مرحومہ بڑے غصہ سے (محبت کے ساتھ) کہتیں۔ کہ بیٹیا دیدے ان کی لڑکی۔ واہ ایک نرالی لڑکی ان کو ملی۔ دو گھڑی لڑکی کو یہاں نہیں رہنے دیتے۔ گویا ہمارے پاس لڑکیاں نہیں ہیں۔ تب مرحوم جواب دیتے۔ اماں ناراض نہ ہو۔ ہم کو جبکہ یہہ پیاری ہے۔ تو ان کو نہ ہو۔ لیجاؤ مسٹر لیکن پھر ابھی واپس دے جانا۔ غرض کہ جہانتک میں نے دیکھا اُن میں بھائی اور باپ ہونے کے سارے ہی صفتیں تھیں۔ اور نہ صرف باپ بلکہ +

نمبر۵۔ بیٹا ہونے کی خوبیاں مرحوم فستی میں پوری تھیں میں نے دیکھا کہ وہ کس طرح اپنی والدہ کی فرمانبرداری کرتے تھے۔ اور کسطرح اپنی والدہ کی عزت کرتے تھے۔ بہت ہی کم دیکھنے میں آتا ہے۔ اُنکی والدہ سب بیٹے بیٹیوں کے نام بلاتی تھیں۔ صرف مرحوم ہی تھے۔ جنکو والدہ بیٹیا کرکے بلاتی تھیں۔ اور وہ والدہ بھی کل پنجاب کے مسیحی کلیسیا میں فستی اماں کے نام سے مشہور تھیں۔ چونکہ فستی مرحوم مسٹر وائیلی کے نام سے دور و نزدیک مشہور تھے۔ اور اُن کی والدہ مسز وائیلی کے نام سے تو بعض ناواقف دھوکا کھا جاتے تھے۔ چنانچہ ایک دن کسی جلسہ پر کسی ناواقف مشنری نے فستی مرحوم سے کہا کہ آپ تو ابھی مضبوط معلوم ہوتے ہیں۔ مگر مسز وائیلی تو بہت بوڑھیا ہیں۔ تو اس پر خوب ہنسی ہوئی۔ وہ مشنری بیچارہ حیران ہوا کہ مجھ سے کیا خطا ہوئی۔ کہ سب ہنسنے لگ گئے۔ آخر انکو بتایا گیا۔ کہ یہہ ماں بیٹے ہیں۔ تب وہ نادم ہوئے۔ کہ ایسا نامعقول سوال کیوں کیا۔ اس بیان سے میری غرض یہہ ہے کہ معلوم ہو کہ ماں بیٹوں میں کہانتک محبت تھی۔ اور کہ بیٹا کہانتک ماں کا فرماں بردار تھا۔ باوجود اسقدر صاحب عزت اور صاحب ثروت صاحب عقل۔ اور درازی عمر کے حکم سے سر نہ پھیرا۔ اور مجھے یقین ہے کہ اُن کی موت کا سبب بھی والدہ کی مفارقت ہوئی ہے۔ پہلے تو یکے بعد دیگرے دو جوان بھائی فوت ہو گئے۔ جن کی جدائی کا غم اُن کو کھائے جاتا تھا پھر والدہ گذر گئیں۔ بس یہہ غم انکو کھا گیا۔ اور اُن کے بعد دیر تک دنیا میں نہ رہ سکے۔ ورنہ ابھی عمر ہی کیا تھی۔ صرف پچاس برس۔ ماں کی عزت اور محبت کی خاطر اُنہوں نے شادی نہ کی۔ کہ شادی کرکے والدہ سے جدا ہونا پڑیگا۔ اور یہہ اُنکو گوارا نہ تھا۔ اب جبکہ شادی کی عمر بھی گذر گئی۔ اور والدہ بھی داغ مفارقت دیگئیں۔ تو پھر وہ دنیا میں رہکر کیا کرتے۔ جس خدمت کو آئے تھے پوری کر لی۔ ماں کا ساتھ چھوڑنا مشکل تھا۔ آخر رضا الٰہی پر راضی رہکر چندے صبر کیا۔ پھر خداوند میں سو گئے۔ اور والدہ سے جا ملے۔ الحمد للہ بیٹے ہوں تو ایسے ہی ہوں +

نمبر۶۔ مرحوم حقیقی دوست بھی تھا جس کی شان میں بلبل شیراز کا یہہ شعر ہے ؎

دوستاں باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشاں حالی و درماندگی

بار خاطر تو دوست بہتیرے ہوتے ہیں مگر یار شاطر شاذ و نادر مرحوم ہر طرح اپنے دوستوں کے مددگار تھے۔ پہلی بات تو اُن میں یہہ تھی۔ کہ وہ ہر ایک کے دوست تھے۔ مگر ہر ایک کے دوست نہ تھے۔ وہ سب کو یکساں سمجھتے تھے۔ مجھے کبھی معلوم نہ ہوا کہ اُنکا کوئی حقیقی دوست بھی ہے یا نہیں۔ کیونکہ وہ ہر ایک سے یکساں سلوک کرتے تھے۔ کوئی مدد کا محتاج ہوتا۔ اور اُن کو معلوم ہو جاتا۔ کہ اسکو ضرورت ہے۔ تو وہ حتی المقدور مدد کرنے کو تیار ہوتے۔ باوجود گھر کے کل مختار ہونے کے والدہ سے پوچھ لیتے۔ والدہ بھی کبھی انکار نہ کرتیں +

نمبر۷۔ مرحوم خوش مزاج حاکم و افسر تھا۔ یہہ شاید اسلئے کہ وہ اچھا محکوم بھی تھا۔ اگرچہ اُس نے آزادانہ زندگی بسر کی۔ اور کسی کا محکوم نہ رہا سوائے ہیڈ ماسٹری کے تھوڑے عرصے کے وہ بھی بڑی فرمانبرداری اور خوبی سے

وقت گذرا۔ اسلئے حاکم بھی نیک تھا۔ اپنے ماتحتوں سے نہایت خوش سلوکی کرتا کبھی کسی سے سختی سے کلام نہ کرتا۔ خیال فرمائیے کہ پریس کا مالک منشی۔ بڑہی خانہ کا مالک منشی جولاہے خانہ کا مالک منشی بیسیوں آدمی ماتحت کام کرنے والے۔ سب اپنی اپنی جگہ پر خوش تھے دولت و ثروت خدا نے سب کچھ دیا۔ مگر طبیعت میں وہی مسیحی خاکساری۔ عزت دیکھئے۔ لودیانہ جیسے شہر کا میونسپل کمشنر۔ رعونت طبیعت میں نام کو نہیں۔ بابو سنگھا مرحوم کی طرح سوائے بھلا کرنے کے دوسری بات جانتے نہیں کسی پر حکومت نہیں۔ کسی پر دباؤ نہیں۔ کسی پر سختی نہیں اگر کسی ملازم کی سستی یا نالائقی کی وجہ سے کسی سے ناراض ہونا۔ تو کہہ دینا کہ اچھا اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہاں آپسے کام پورا نہیں ہو سکتا۔ تو آپ کو اجازت ہے۔ آپ دوسری جگہ جاکر کام کر سکتے ہیں۔ مسیحی افسروں کو منشی مرحوم کا نمونہ اپنے آگے رکھنا چاہئے۔ کیونکہ انکا دستور العمل رسول کے فرمان کے مطابق تھا۔ کہ اپنے ماتحتوں سے خوش سلوکی کریں۔ باوجود صاحب لیاقت اور صاحب فضل ہونے کے وہ اپنے پاسٹروں کے ماتحت رہتے تھے + فرمانبرداری سے اُن کے نیک صلاح کار تھے۔ دوسرے آزاد جوانوں کی طرح نہ تھے۔ جو فرعون بے سامان بنے پھرتے ہیں۔ اور دین کے خادموں کو حقیر جانتے۔ اور پاسٹروں کو حقہ بردار سمجھتے ہیں۔ منشی مرحوم کلام خدا کے مطابق خدام دین کے فرمانبردار خادم تھے +

نمبر ۸۔ مرحوم کنبہ پرور تھا۔ اسکی نسبت میں بیان کر چکا ہوں کہ کسطرح والد کے گذرنے پر اپنی والدہ کے ساتھ ہو کر تمام خاندان کی پرورش کی۔ اپنے آرام و عیش کی مطلق پرواہ نہ کی۔ کنبہ کی پرورش میں سب کچھ خرچ کرتے رہے۔ خدا نے بھی بہت برکت دی۔ اچھی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کے مالک بنے۔ سب بھائی بہنوں کو اس جائیداد کا مالک ٹھہرایا۔ اپنی ذات خاص کے واسطے کوئی خاص جائیداد نہ رکھی۔ یہہ صفت عام طور پر دنیا میں نہیں۔ خاص خاص لوگوں میں بھی کم ہے۔ مرحوم اس بات میں بھی مسیحیوں کے واسطے نمونہ تھے یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی مسیحی ہونے کے بغیر یہہ صفت ہرگز نہیں آسکتی۔ پہلے مسیحی نہیں۔ لیکن آجکل کا زمانہ ہے کہ لوگ پہلے دین کے خادم اور پادری بنتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ پھر ہم مسیحی بنجائیں گے۔ مرحوم مسیحی تھا۔ اگرچہ پادری نہ تھا۔ مگر نام کے خادم دین اُس کے سامنے شرمندہ تھے +

نمبر ۹۔ مرحوم برداشت کرنے والا اور صابر تھا۔ اگر اس پر کسی نے ظلم بھی کیا۔ تو برداشت کی۔ اور مقابلہ نہیں کیا۔ ایک دفعہ کی بات مجھے یاد ہے کہ کسی شخص نے اُن کے خلاف اخبار نورافشاں میں کچھ ایسا فقرہ لکھ دیا جس سے اُن کی تحقیر مقصود تھی۔ اُن کو معلوم ہو گیا۔ کہ فلاں شخص نے یہہ لکھا ہے۔ تب اُس کے ساتھ محبت پیدا کی۔ اُسکو محبت سے ایسا غلام بنایا کہ آخر ایک دن وہ خود ہی اُن سے معافی مانگنے لگا۔ کہ میں نے آپ کے خلاف فلاں شخص کے کہنے سے فلاں فقرہ لکھا تھا مجھے معاف کیجئے۔ کیونکہ میں واقف نہ تھا۔ مرحوم نے فرمایا۔ کوئی بات نہیں۔ میں تو ناراض نہیں۔ میں نے بھی یہی سمجھا تھا۔ کہ آپ نے لکھا ہے۔ اور ناواقفی سے لکھا ہے۔ کچھ خیال نہ کرو۔ یہہ یقینی بات ہے کہ گالی کھا کے گالی نہ دیتے تھے۔ بہت دفعہ لودیانہ کے غریب شریر مسیحی اُن کے سر ہوتے۔ اور گالیاں دیتے۔ مگر وہ کسی کے سر نہ آتے۔ اور کسی کو بُرا کہتے۔ وہ یہی کہا کرتے۔ کہ بیچارے جانتے نہیں۔ والدہ کو کبھی رنج ہوتا۔ تو کہتے ماما وہ نادان لوگ ہیں۔ وہ جانتے نہیں۔ یا اگر چھوٹے بھائی غیرت میں آکر کچھ بولتے تو ان کو جھڑک دیتے۔ کہ چپ رہو۔ تم کو ایسی باتوں سے کیا واسطہ ہے +

نمبر ۱۰۔ مرحوم نہایت خلیق اور سنجیدہ تھے۔ خوش مزاج بھی تھے۔ نہ ایسے جیسے کہ آجکل کے جوان پھکڑ باز ہوتے ہیں۔ اگرچہ ٹھٹھے باز نہ تھے۔ تاہم رونی صورت بھی نہ تھے ہنسی کے وقت ہنستے تھے۔ رونے کے وقت روتے بھی تھے۔ کلام کے مطابق خوشوقتوں کے ساتھ خوشوقت بھی تھے +

نمبر ۱۱۔ منشی مرحوم مسافر دوست۔ انکا دروازہ ہر ایک مسیحی مسافر کے واسطے ہر وقت کھلا تھا۔ کبھی کسی مسافر کو دیکھ کر وہ دل تنگ نہ ہوتے تھے۔ جو ایک دفعہ اُنکے گھر میں مہمان ہو چکتا تھا۔ پھر بھی مہمان ہونے کی آرزو رکھتا تھا۔ جگہ کی تنگی کے سبب بھی کبھی کسی کو انہوں نے نہ کہا کہ ہمارے گھر میں مہمان موجود ہیں آپ کے واسطے جگہ نہیں۔ جو آوے سو آوے۔ اور جتنے آدمی آویں سما دیتے بے تکلف مہمان نواز تھے۔ اگرچہ اُن کے گھر میں طریقہ انگریزی تھا۔ تاہم بے تکلفی پنجابیوں والی تھی۔ ہندوستانیوں والا تکلف بھی نہ تھا۔ ٹیبل ٹاک (میز کی گفتگو) عموماً ٹھیٹھ پنجابی میں ہوتی تھی۔ مسافر مہمان۔ اُن کی میز پر بے تکلف پیٹ بھر لیتا تھا۔ بلکہ بعض زیادہ کھا جاتے اور پیچھے مشکل بنتی۔ کبھی کبھی ایسی باتوں پر خوب ہنستے +

نمبر ۱۲۔ مرحوم بڑا منتظم تھا۔ خیال فرمائیے۔ کہ اتنا بڑا خاندان۔ پانچ بہنیں۔ چار بھائی۔ ایک بہن۔ ایک بھائی چچیرے اور والدہ۔ ان سب کا انتظام کس خوبی سے کیا۔ سب کی پرورش کی۔ سب کو تعلیم دلائی۔ سب کے سب کاروبار میں لگا دئیے۔ سب کے سب اپنا اپنا کماتے اور کھاتے ہیں۔ ایسی خوبی ہر ایک شخص میں نہیں ہوتی۔ اور جس جس کارخانہ کو شروع کیا ایسے انتظام سے اسکو چلایا۔ کہ کبھی نقصان نہ ہوا۔ فائدہ ہی فائدہ رہا۔ مشن پریس کو جسوقت انہوں نے خریدا ہے اُسوقت نہایت ابتری کی حالت میں تھا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں میں اس کی دوگنی رونق ہو گئی اگرچہ لاہور بک سوسائٹی نے کام دینا بند کر دیا۔ تو بھی

وہ خدا پر بھروسہ رکھکے کام کرتے رہے۔ اصل میں اس پریس کا تمام دارومدار لاہور بُک سوسائٹی پر تھا۔ مگر جب پریس مسٹر وائلی مرحوم کے ہاتھ آیا اور اُدھر مسٹر راہا منیجر لاہور ڈپوٹیاٹر ہو گئے۔ اور مسٹر فضل نے ڈپو کا انتظام ہاتھ میں لیا۔ تو انہوں نے سستا کام چھپوانا شروع کیا اس لئے لودیانہ سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور لاہور میں کام دینے لگ گئے۔ اب جیسا وہ سستا چھپوانے لگے۔ ویسا ردّی چھپنے لگا۔ لیکن یہہ مانی ہوئی بات ہو۔ کہ لودیانہ مشن پریس کی چھپوائی کے برابر کہیں صاف اور عمدہ اور صحیح نہیں چھپتا۔ یہہ موقع نہیں کہ میں دونوں جگہ کی چھپوائی کا مقابلہ کر دکھاؤں۔ غرض صرف یہہ ہے کہ اگرچہ مسٹر فضل نے مرحوم کے پریس کو کام دینا بند کر دیا۔ تو بھی اُنکا کام برابر چلتا رہا۔ وہ توکل برخدا۔ خدا نے اُنکی مدد کی +

نمبر ۱۲۔ مرحوم حضور تھے۔ گویا یوحنا بپتسمہ دینے والے کی طرح نذیر تھے۔ شادی مطلق نہ کی۔ اور بالکل پاک دامن ہے کسی قسم کا حرف اُن کی پاکیزہ زندگی پر نہیں آیا۔ خدا کی مرضی تھی۔ اصل میں وہ اپنی والدہ کی خاطر شادی نہ کرتے تھے۔ اور نہ کسی اور بھائی بہن نے شادی کی۔ اگرچہ انہوں نے کسی کو شادی کرنے سے منع نہ کیا۔ تاہم اُن کے دیکھا دیکھی کسی نے شادی نہ کی صرف اس خیال سے کہ شادی کر کے ایک دوسرے سے جُدا ہونا پڑیگا۔ چنانچہ تھوڑا عرصہ ہوا کہ بڑی بہن نے شادی کی اور اُسکو جُدا ہونا پڑا۔ مرحوم کے شادی نہ کرنے کا بڑا افسوس سب کو ہے۔ غالباً جیسا ڈاکٹر کہتے ہیں کہ مجردوں کی عمر شادی شدوں سے کم ہوتی ہو اسی لئے وہ جلدی ہم سے جدا کئے گئے۔ میرے خیال میں تو والدہ کا غم اُن کو لے گیا۔ کاشکہ انہوں نے شادی کی ہوتی۔ تو آج انکی یادگار انکی اولاد ہمارے درمیان ہوتی۔ مگر نہیں۔ وہ اسی خدمت کے واسطے دنیا میں آئے تھے۔ کہ کنبہ کی پرورش کریں۔ اور کلیسیا کی خدمت +

نمبر ۱۳۔ مرحوم نے کلیسیا کی خوب خدمت کی یہہ یادگاری انکی ایسی ہو کہ تاقیام جانے والی نہیں۔ لودیانہ کی کلیسیا کے سلف سپورٹ ہونے کا دارومدار اُنہی کی ذات پر تھا۔ (اگرچہ خدا پر ہے۔ اور خدا اسکو چلائیگا) مگر دنیوی لحاظ سے سب سے بڑے مددگار وہ تھے لودیانہ کلیسیا کے پاسٹر اور مشنریوں کے داہنا ہاتھ تھے۔ غریبوں کے مددگار تھے۔ سنٹ جے سکول تو گویا انہی کی ذات سے وابستہ تھا۔ لوگ مجھے پوچھتے ہیں کہ مسٹر مرحوم نے کلیسیا کا کام کیا کیا۔ خیال فرمائیے +

۱ الف۔ اپنی زندگی کا نیک نمونہ چھوڑا۔

ب۔ اپنی مسیحی زندگی سے مسیح کے جلال کے اظہار کا نمونہ دیا +

ج۔ باوجود آزاد ہونے کے انجیل کی خدمت کا بار اپنے سر پر ایسا رکھا۔ کہ مرتے دم تک نہ چھوڑا۔ اُن لوگوں کو مرحوم کی زندگی سے شرمندہ ہونا چاہئے۔ جو کہتے ہیں کہ انجیل کی خدمت صرف پادریوں کا کام ہو +

د۔ کام۔ کلام۔ دام۔ نام۔ سب طرح سے مرحوم نے مسیح کی اور اس کی بھیڑوں کی خدمت کی +

۷ غرض کہ جس پہلو پر دیکھا جاوے۔ مرحوم کی زندگی مسیحی کلیسیا کے واسطے عموماً اور مسیحی جوانوں کے واسطے خصوصاً قابل نمونہ و لایق تقلید ہو +

آخر میں مجھے بہت افسوس ہو کہ مجھ کو ایسے عزیز کی موت کا حال لکھنا پڑا۔ جو میرے واسطے نہایت مشکل امر ہو۔ کیونکہ جوں جوں میں اس پر غور کرتا ہوں۔ تو مجھے پنجاب کی کلیسیا میں ایسا گھاٹا نظر آتا ہو۔ کہ میرا جی کانپ جاتا ہو زور نہیں چلتا۔ داؤد کے ہمزبان ہو کر مجھے کہنا پڑتا ہو کہ

آج کے دن ایک والی . . . ملک سے گذر گیا

۲ سموئیل ۳/۳۸

خیر خدا کو یونہی منظور تھا۔ کہ ایسی جلدی ہمارے بھائی کو ہم سے جُدا کرے چار بھائیوں میں سے اب صرف ایک بھائی پیٹرک وئیلی رہگیا ہے۔ میں نہیں بیان کر سکتا کہ اُس کے غم کی حالت کیا ہو گی۔ اور بہنوں کا غم کے مارے کیا حال ہوگا۔ خدا ہی اُن کو تسلی دیگا۔ میرے عزیز میرے پاس بہت ساری باتیں مرحوم کے غم میں کہنے کو ہیں۔ مگر غم کے مارے زیادہ تاب نہیں۔ اب میں کلام کی اس آیت پر مرحوم کا تذکرہ ختم کرتا ہوں۔ کہ ایمان کے سبب سے حنوک (مسٹر) اُٹھایا گیا کہ موت کو نہ دیکھے۔ اور نہ ملا۔ اسلئے کہ خدا نے اُسکو اُٹھالیا۔ کیونکہ اُسکے اُٹھ جانے سے پیشتر اُسپر گواہی دی گئی۔ کہ وہ خدا کو پسند آیا تھا عبرانی ۱۱/۵ +

۲/ مـــــــتـــم

غمزدہ واعظ

عجیب واردات۔ حیدرآباد سندھ میں ۱۵ اپریل اتوار کی شام کو قریب ۹ بجے ایک بڑی واردات ہوگئی کہ قلعہ کی میگزین میں بارود کے اندر ہی اندر آگ لگنے کا شبہ گوروں کو ہوا۔ اُس کے آٹھ روز پیشتر ایک پیٹی میں آگ لگ چکی تھی جو اُس روز سے بارود کی بہت سی پیٹیاں اُٹھا کر پلٹن کی میگزین میں لے گئے تھے۔ سوا اُس روز دس منٹ پیشتر سارجنٹ نے گوروں کو حکم دیا کہ اب اپنی جان لیکر بھاگو اور سب کو باہر کہتے جاؤ سو سب گورے اور بلوچی سپاہی قلعہ سے نکل بھاگے اور بھاگتے میں شہر والوں کو کہتے گئے کہ بھاگو۔ یہ سارجنٹ چونکہ کمانڈر تھا نہ بھاگا قلعہ کے پھاٹک کے باہر مع ایک چوکیدار اور ایک قلی کے کھڑا رہا کہ اتنے میں ایکبارگی قلعہ کی میگزین کے تہخانے میں سے سنسناہٹ ہوا جیسے

کہ بان چھوٹے اوپر کو چڑھتا گیا اور بہت بلندی پر جا کر پھٹا اُسکے پھٹنے کے ساتھ ہی میگزین سے بھی ایک بڑی بھاری آواز مثل توپ کے ہوئی ایسی بھاری آواز کبھی سننے میں نہیں آئی تھی۔ ۳۰ مائل تک یہہ آواز لوگوں کو سننے میں آئی کہ جس کے دھکے سے بھونچال کی سی حرکت زمین کو ہوئی قلعہ کی ساری بارکین اور گیبس اندر کے مکانات شکستہ ہو گئے دیواریں شق ہو گئیں قلعہ کے ہر قریب کے مکانات کچھ گر گئے کچھ پھٹ گئے اور کتنوں کے دروازے اور کھڑکیاں چور چور ہو گئیں قلعہ کی بارکوں کی کڑیاں اُٹھیں بہت دور تک اسٹیشن اور ٹھیٹر کی طرف اُچھل کر جا گرئیں ٹھیٹر چھتڑے چھتڑے ہو گیا ریل اسٹیشن کے سارے دروازے کھڑکیاں اور شیشے چور چور ہو کر الگ جا پڑے اور چھتیں الٹ پلٹ ہو گئیں ایسا ہی تمت طلب میں پر دیواریں بچی ہیں ایسے ہی کچہری اور اکاڈمی اور اور کتنے مکانوں کے دروازے اور کھڑکیاں وغیرہ ٹوٹے ہیں مشن اسکول جو قریب ایک مائل دور ہے اُس کے بھی وہ دروازے ٹوٹ کر الگ جا پڑے کوٹڑی اسٹیشن کی جو ۴ مائل دور ہے اور بیچ میں سندھ ندی حائل ہے بتیاں بجھ گئیں قرب وجوار کے لوگوں کو بھی خوف ہوا۔ ۱۱ آدمی فوت ہوئے اتنے ہی زخمی ہوئے سارجنٹ بھی خفیف زخمی ہوا شہر والوں کا حال عجیب تھا گھر اور دوکانیں کھلی چھوڑ کر بھاگے بلوچی کمپنی بلائی گئی کہ شہر کی حفاظت کرے ساری رات بڑی ہل چل رہی لوگ میدانوں میں جا بکے کتنی اشراف عورتیں اور بچے بھاگ کر سی۔ ایم ایس۔ زنانہ مشن کمپونڈ میں پناہگزیں ہوئے مہربان مس صاحبان نے انکو جگہ دی دوسرے روز میں نے قلعہ کے اندر اور اسٹیشن اور شکستہ مکانات شہر کو دیکھا عجیب حیرت ہوئی۔ دوسرے روز جناب کمشنر صاحب بہادر کراچی سے اور احاطہ بمبئی کے فوجی کمانڈر تشریف فرما ہوئے۔ شہر میں اشتہار کیا گیا ہے کہ جنکا بہت نقصان ہوا ہے سرکار اُن کو مدد و معاوضہ دیگی اور اسکے لئے ایک کمیٹی قایم ہوئی جو نقصانات کی تحقیقات کریگی (یہہ بھی مسیحی سلطنت کی خوبی ہے لوگوں کو سرکار کا شکر گذار ہونا چاہئے دیہاں کا ایک ہندو اخبار شکر گذار نہیں پریشانی ہے کہ کمیٹی والے قیمت سے کم دلائینگے)+

خیریت یہہ ہوئی اکہ بہت سے پیپے بارود کے پہلے ہی اُٹھا لئے گئے تھے۔ دوسرے یہہ کہ اسٹیشن کا وقت نہیں تھا لوگ اُس سڑک پر نہیں چلتے تھے۔ تیسری بڑی خیریت یہہ ہوئی کہ دھکے اور اینٹوں کا زور شہر کی طرف نہیں بلکہ میدان کی طرف تھا ورنہ کانگڑے کا سا حال ہوتا اور ۳-۴ ہزار آدمی ضرور مرتے اور کئی ہزار زخمی ہوتے! خدا کا شکر ہے کہ اُس نے بچایا+

افسوس کی بات یہہ ہے کہ اتنے حادثات کہیں پلیگ کہیں مری۔ آگ۔ ہیضہ۔ کال۔ بھونچال وغیرہ دیکھکر بھی انسان توبہ نہیں کرتا ہے اپنے ضد اور غرور کے نشے میں چور اور بھولا پھرتا ہے! ناظرین غور کرو بائبل مقدس میں مرقوم ہے کہ خدا کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا وہ چاہتا ہے کہ سارے آدمی توبہ کریں یا اگر تم توبہ نہ کرو سب اسی طرح ہلاک ہو گے۔ سو تم توبہ کرو اور پھرو تا کہ خدا کی طرف سے زندگی بخش ایام آویں+

راقم۔ آلفریڈ۔ عرف غمگین حیدر آباد سندھ

وید دھریت پھیلانے والا نہیں ہے۔ اخبار نور افشاں مورخہ ۱۶۔ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۸ کالم ۳ پر میں نے ایک مضمون دیکھا جسکا ہیڈنگ "وید دھریت پھیلانیوالا ہے"؟ ہے۔ اسبارہ میں حسب ذیل گزارش ہے+

میں نے اس سرخی کو دیکھکر مضمون ہذا کو نہایت غور سے دیکھا کیونکہ مجھے اس سرخی نے ایک تعجب میں ڈالدیا تھا اور یہہ خیال ہوا تھا کہ جو بات مجھے عرصہ سولہ سال کی تحقیقات سے نہ معلوم ہوئی وہ شاید اب صرف چند منٹوں میں معلوم ہو جاوے مگر افسوس کہ مجھے جلد اپنی رائے تبدیل کرنی پڑی+

کل مضمون کا لب لباب یہہ ہے کہ سوامی دیانند مہاراج نے کسی وید منتر کے معنے ایسے کئے ہیں کہ جس سے یہہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ وید دھریت پھیلانے والے ہیں۔ ہرگز ہرگز یہہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وید دھریت پھیلانے والے ہیں۔ ویدوں کے بارہ میں کوئی بات کہنے سننے سے قبل اس بات کی ضرورت ہے کہ ان کو پڑھ لیا جاوے۔ کیا اگر کوئی ہندو یا آریہ صاحب قرآن یا انجیل کو بلا پڑھے ہوئے یہہ اعلان کر دے کہ انجیل میں دھریت کی تعلیم ہے یا قرآن میں بُت پرستی کی ہدایت ہے۔ تو کبھی کوئی مسلمان یا عیسائی صاحب اس کی بات کو قابل وقعت سمجھ سکتے ہیں+

مسٹر رحمت مسیح صاحب کا مضمون اگر کوئی اعتراض رکھتا ہے تو وہ محض سوامی دیانند پر۔ اور جن صاحبوں نے میری کتاب تحفہ آریہ سماج کو شروع سے آخر تک دیکھا ہے وہ بخوبی جان گئے ہونگے کہ سوامی دیانند کا ترجمہ یا بھاشیہ (تفاسیر) ہرگز ہرگز بھی نہ تو لفظی معنی مطلب ادا کر سکتا ہے اور نہ ہی وہ اصل سے کوئی تعلق رکھتا ہے بلکہ یوں سمجھنا چاہئے کہ سوامی دیانند مہاراج کی تحریرات بذات خود نئے وید اور شاستر بن گئے ہیں چنانچہ اُن کی تفاسیر کو بالائے طاق رکھ دیا جاوے اور تب اگر ویدوں پر یہہ الزام معقولیت کے ساتھ لگایا جا سکے کہ وہ دھریت کی تعلیم دیتے ہیں تو البتہ یہہ سنسکرت دان صاحبان کے نزدیک ایک حل طلب سوال ہوگا۔ لیکن مجھے غور کرنے پر معلوم ہوا کہ جس منتر پر اشارہ ہے اُسکے اُس ترجمہ سے بھی جو کہ سوامی دیانند مہاراج نے کیا ہے ہرگز ہرگز وہ معنی مطلب نہیں نکلتے جو کہ مضمون نگار صاحب نے نکالا ہے+

مسٹر رحمت مسیح صاحب کے قول کے مطابق منتر متنازعہ فیہ کا ترجمہ از جانب سوامی دیانند سرسوتی مہاراج



..یوں ہے +

"جسوقت یہہ ذروں سے ملکر بنی ہوئی دُنیا پیدا نہ ہوئی تھی اُسوقت یعنے پیدایش کائنات سے پہلے ست (غیر محسوس حالت) یعنے شونیہ آکاش بھی نہیں تھا کیونکہ اسوقت اسکا کچھ کاروبار نہ تھا - اسوقت ست (پرکرتی) یعنے کائنات کی غیر محسوس حالت جسکو ست کہتے ہیں وہ بھی نہ تھی اور نہ پرمانو (ذرے) تھے - وراٹ (کائنات) میں جو آکاش دوسرے درجہ پر ہے وہ بھی نہ تھا" +

اب ناظرین انصاف کی نظر سے اوپر کا اقتباس پڑھکر تبلاویں کہ اس سے دھریہ پن کیونکر نکل سکتا ہے - شاید دھریہ پن خدا کی ہستی سے انکاری ہونے کو ہی کہا جاتا ہے پس اوپر کے ترجمہ میں ایک لفظ ایسا نہیں ہے کہ جو پرمیشور کی ہستی سے انکار کرتا ہو - ہاں مسٹر رحمت مسیح صاحب نے آگے چلکر یہہ لکھا ہے کہ سوامی دیانند مہاراج نے اپنی کسی کتاب میں یہہ لکھ دیا ہے کہ "جب آکاش نہ تھا تو جیو اور پرمیشور کہاں رہتے تھے کیونکہ بغیر مقام کے کوئی شی ٹھہر نہیں سکتی" پس بیشک یہہ ٹھیک ہے کہ آریہ سماجیوں (دراصل دیانندیوں) کے پاس سے اس سوال کا کوئی جواب نہیں مِلسکتا کہ سوامی جی مہاراج کی متضاد تحریروں میں سے کس کو صحیح اور کسکو غلط تصور کیا جاوے - لیکن اسقدر اعتراض کی سرخی (ہیڈنگ) صرف یہہ ہونی چاہیئے کہ دیانند دھریت پھیلانیوالا ہے - یا یہہ کہ آریہ سماج کی تعلیم دھریت پھیلانے والی ہے - لیکن میں اس حقیقت سے اپنے مسلمان اور عیسائی دوستوں کو مطلع کردینا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ویدوں پر کوئی اعتراض کرنا گویا تمام اہل ہنود (جنکی تعداد اسوقت پچیس کروڑ ہے) کے خلاف قلم اٹھانا ہے جبکہ سوامی دیانند پر اعتراض کرنا صرف ممبران آریہ سماج (شاید دو تین لاکھ انسانوں کے گروہ) کے خلاف دعویٰ کرنا ہے - پس یہہ بات صریحاً جان بوجھ کر کہ سوامی دیانند نے غلطی کی ہے یا ممبران آریہ سماج تعصب اور دھینگا دھینگی کررہے ہیں ہرگز یہہ لازم نہیں ہے کہ کوئی صاحب تمام پیروکاران وید (سناتنی ہندوؤں) کا دل دکھانے مضمون شایع کریں - یعنے جبکہ دراصل ویدوں کے منتروں کے لفظی معنے کے لحاظ سے دھریت کی تعلیم دیتے ہیں نہ صرف اہل ہنود کا دل دُکھاتا ہے بلکہ سراسر انصاف کا بھی خون کرتا ہے +

مسٹر رحمت مسیح صاحب! آپ نے چونکہ میری کتاب تحفہ آریہ سماج کو دیکھ لیا ہے پس آپ کو معلوم ہو کہ یہہ منتر منقولہ فیا سکے صفحہ ۷۰ پر موجود ہے اور اسکا لفظی ترجمہ ذیل ہی درج ہے جس سے صاف ظاہر ہو جائیگا کہ اس منتر سے دھریت کی تعلیم کیسی بلکہ عین عرفان الٰہی کا اس میں ذکر ہے - ہاں یہہ میرا دعویٰ ہے کہ جہاں یہہ منتر اسلامی اصول (کن کہنے سے تمام پیدایش کا نیستی سے ہستی میں آنے) کی تائید کرتا ہے وہاں آریہ سماج کے اس زبردست دعوے کو کہ مادہ اور روح قدیم ہیں بالکل رد کردیتا ہے - وہ لفظی ترجمہ پورے منتر کا حسب ذیل ہے +

"تب نہ نیستی تھی نہ ہستی تھی نہ رج (ذرہ) تھا - نہ وہ تھا جو یہہ پھیلا آکاش (خلا) ہے - پرمیشور کا ڈھانکنے والا کیسے ہوسکتا ہے - کیا کوہرے کے پانی سے کوئی بھاری گہری ندی بہہ سکتی ہے یعنے جس طرح کہرے کے پانی سے کوئی دریا نہیں جاری ہوسکتا اسی طرح پرمیشور کا کوئی ڈھانکنے والا نہیں ہوسکتا" +

مسٹر رحمت مسیح مہاراج! آپ کا یہہ فقرہ سراسر انصاف کا خون کر رہا ہے کہ دنیا میں جہاں جہاں دھریت پھیلی ویدوں ہی سے پھیلی ہو مگر اصل میں گندہ مسئلہ مروج ہوا جناب عالی! یہہ بالکل غلط ہے جبکہ آپ کا مضمون شروع سے آخر تک یہہ ظاہر کر رہا ہے کہ آپ نے محض سوامی دیانند کی تصانیف کو (اور وہ بھی سنسکرت کے بجائے اردو میں) پڑھ کر یہہ نتیجہ نکالا ہے تو آپ کو نیک نیتی اور انصاف کے ساتھ محققانہ طور پر یوں کہنا چاہیئے کہ "دیانند دھریت پھیلانے والا ہے - یا یوں سہی کہ اگر دیانند کی تاویلات صحیح ہیں تو ویدوں پر یہہ الزام کیوں نہ لگایا جاوے" کیوں صاحب! ذرہ یہہ تو سوچا ہوتا کہ حسب قول آنجناب کے ویدوں سے ہی اگر تمام دنیا میں دھریت پھیلی ہوتی ہو جو کہ کروڑوں پیروکاران وید (اہل ہنود) دھریت پر لات مارنے والے موجود ہیں یہہ اس حالت میں کیونکر رہ سکتے +

ناظرین! ہم امید کرتے ہیں کہ اسقدر مضمون زیربحث کو حل کرنے کے لئے کافی ہے اور اب کوئی صاحب دیانند کی غلطیوں کے باعث ویدوں پر کسی قسم کا اعتراض جو کہ دراصل بالکل بے بنیاد اعتراض ہی نہ کرینگے - ہاں یہہ سچ ہے کہ آریہ صاحبان اپنے تئیں ویدوں کے سب سے بڑھکر محافظ سمجھتے ہیں مگر جو لوگ میری کتاب تحفہ آریہ سماج کو دیکھینگے اُن کو عمدہ طور پر معلوم ہو جائیگا کہ وہ ویدوں کے اصلی معنی مطلب کو عوام سے پوشیدہ رکھنے میں کس کس چال سے کام لے رہے ہیں اور بہ سبب محض اس غرض سے کہ ایک نیا مذہب (آریہ سماج) زور پکڑ جاوے جو یہہ چاہتا ہے کہ تمام سائنس کی معلومات اور عقلی فلاسفی کی مطابقت ویدوں کے ساتھ ثابت کی جاوے +

خاکسار - عبدالعزیز المعروف جگد مبا پرشاد

مسیحی کلیسا اور کثرت ازواجی - مسیحی کلیسیا میں کثرت ازواجی کسی صفت سے واجب نہیں ہے بلکہ سرکاری قانون کے مطابق سخت ممانعت ہے اگر ایک سے زیادہ بیویاں کرے تو وہ سزا کے قابل ہے - پادری جی - ایل ٹھاکرداس صاحب کو یہہ خیال کیوں پیدا ہوا کہ کسی کلیسیا کے درمیان کثرت ازواجی جائیز ہے یا ناجائیز جبکہ کثرت ازواجی ہے ہی نہیں - جس صورت کے رواج کا اندیشہ پادری صاحب کو ہوا اُسکو اُنہوں نے ظاہر نہیں کیا - چاہیئے تھا - کہ اُس صورت کو صاف طور سے پیش کرتے تاکہ ناظرین پورے طور سے جواب دیتے -

سو اس صورت کو قدوسی ناظرین کی خدمت میں پیش کر کے التماس کرتا ہوں کہ ہر ایک جواب دینے والا مہربانی کر کے کلام کا حوالہ دیکر اپنے قلم کو اٹھاوے ورنہ من گھڑت دلیلوں سے کچھ اثر نہ ہوگا +

وہ صورت یہہ ہے۔ کہ ایک سے زیادہ بیویاں والوں کو بپتسمہ دینا واجب ہے کہ نہیں میرے خیال میں ہر صورت سے واجب ہے۔ کلام منع نہیں کرتا۔ بپتسمہ کے لئے ایمان شرط ہے جو ایمان لاوے اسکو بپتسمہ دینا واجب ہے۔ دیکھو مرقس ۱۶ / ۱۵ و ۱۶

پھر یوحنا کی انجیل کے ۳۶ آئیت میں یوں لکھا ہے۔ کہ جو بیٹے پر ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُسی کی ہے جو بیٹے پر ایمان نہیں لاتا حیات کو کبھی نہ دیکھیگا بلکہ خدا کا قہر اُس پر رہتا ہے سو ہم کون ہیں جو کہ ایمان لاوے اسکو بپتسمہ سے روکیں جبکہ ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے۔ ایک شخص ہے اُس کی دو بیویاں ہیں اور وہ تینوں سچے دل سے مسیح پر ایمان لاتے ہیں اور بپتسمہ دینے والے کو پوری اطمینان ہو گئی ہے کہ فی الحقیقت سچے دل سے ایمان لاتے ہیں۔ تو کیا وہ بپتسمہ دیوے یہہ سمجھ کر کہ اسکے پاس دو بیویاں ہیں یا یوں کہو کہ ایک کو چھوڑ اور وہ چھوڑنا نہیں چاہتا اور کہتا ہے کہ میرا دونوں سے نکاح ہوا ہے میں دونوں کو یکساں جانتا ہوں۔ اور پھر ہم کہیں کہ ایک کو چھوڑ تب ہم بپتسمہ دینگے تو کیا یہہ مسیح کے اُس حکم کے برخلاف نہیں ہے کہ جس نے فرمایا کہ اگر کوئی زنا کے سوا چھوڑے تو زنا کرواتا ہے جسے خدا نے جوڑا ہے کوئی جدا نہ کرے اس صورت میں بپتسمہ دینا کوئی ممانعت نہیں ہے۔ اور طیطاؤس کے ۱ باب ۶ آئیت میں نگہبان کیلئے فرمان ہے کہ نگہبان ایک بیوی کا شوہر ہونا چاہئے نہ کہ دو بیویاں والے نگہبان ہوں۔ یہہ آئیت بپتسمہ دینے سے روکتے۔ اور دلیلیں بہت ہیں +

راقم۔ پادری نظام الدین دہ سوہر

بقیہ

ہمدردی ہے جب خدا سمندر سے پانی لا کر برساتا ہے تب میدان اور پہاڑ کیسے سرسبز ہونگے اور انسان اور حیوان کا کتنا بہت بھلا ہوگا۔ اور اگر خدا بارش نہ دیوے اور ہر ایک آدمی اپنا گھڑا لیکر سمندر سے بھرنے جاوے تب کیا نتیجہ ہوگا۔

انسان جب مصیبت کے وقت خدا سے دعا مانگے اور خدا از غیب اپنے کسی بندے کے وسیلے اُس محتاج کی مدد کرے تو اس سے ایک تو محتاج کا ایمان زیادہ ہو جائیگا اور وہ صرف خدا ہی کو اپنا سچا اور قادر مطلق دوست جانیگا۔ دوئم۔ اسکا دل یہہ دیکھکر خوش ہوگا کہ خدا کے برگزیدوں کی محبت کیسی کامل ہوتی ہے اور اُسکی دعا ہوگی کہ خدا اپنے ایسے بندوں کی جماعت کو بڑھاوے +

جس نے صرف انسان ہی سے اپنی بھلائی کی امید رکھی وہ خدا کی حضوری سے محروم ہے۔ وہ تکلیف کے وقت مدد کے لئے ہمیشہ انسانوں ہی کی طرف دیکھا کریگا۔ اگر کسی سے مل گئی تو اُسکا خوشامدی مداح بن جائیگا جیسا کہ بنگالہ کے نواب صاحب کی سخاوت کی تعریف کسی شاعر نے کی تھی چنانچہ موسم سرما دو شالہ بخشید۔ کہ گرم شد ہمہ بنگالہ سرد شد کشمیر۔ اور اگر مراد نہ حاصل ہوئی تو ہجو اور گالی گلوچ تک نوبت پہنچ جائیگی جیسا کہ مرزا بیدل صاحب فرماتے ہیں۔ چشم طمع مدوز بدیدہ دولت خسیساں۔ باور نمے تواں داشت سگ ناں دہد گدا را۔ اور اگر محتاج کی دعا سے کبھی کسی سخی کی کوئی مشکل آسان ہو گئی پھر تو بس پیری مریدی کا سلسلہ قائم ہو جائیگا امیر کی عمدہ عمدہ نذریں صرف ایک ہی پیر صاحب کے واسطے جمع ہوا کرینگی اور پیر صاحب کی بھی چیدہ چیدہ دعائیں اُس ایک ہی مرید کے لئے۔ اور دونوں گنہگاری تک جا پہونچینگے مرید دعا حاصل کرنے کے واسطے قرض اٹھا کر کے بھی پیر صاحب کی خدمت کریگا اور پیر صاحب مرید کے گناہوں سے چشم پوشی کرینگے تنبیہ نہ کرینگے

چاہئے کہ محبت بیریا اور دوستوں اور دشمنوں اور نیکوں اور بدوں کے لئے عام ہووے۔ (متی ۵-۴۳ سے ۴۸)

محبت کا درجہ بہت ہی اعلےٰ ہے "خدا محبت ہے اور وہ جو محبت میں رہتا ہے خدا میں رہتا ہے اور خدا اُس میں"۔ (۱ یوحنا ۴-۱۶)

"دیکھو کیسی محبت باپ نے ہم سے کی کہ ہم خدا کے فرزند کہلاویں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہم نے اس سے محبت کو جانا کہ مسیح نے ہمارے واسطے اپنی جان دیدی اور لازم ہے کہ ہم بھی بھائیوں کے واسطے اپنی جان دیویں پر جس کسی پاس دنیا کا مال ہو اور وہ اپنے بھائی کو محتاج دیکھے اور اپنے تئیں رحم سے باز رکھے تو خدا کی محبت اُس میں کیونکر قائم رہتی ہے (۱۔ یوحنا۔ ۳-۱ و ۱۶ و ۱۷)

جو لوگ اس جہان میں بھائی سے محبت اور ہمدردی نہیں کرتے قیامت کے دن مسیح اُن کو فرمائیگا "اے ملعونو میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں جاؤ جو شیطان اور اُسکے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ کیونکہ میں بھوکا تھا پر تم نے مجھے کھانے کو نہ دیا۔ پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہ پلایا۔ پردیسی تھا تم نے مجھے اپنے گھر میں نہ اُتارا۔ ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا نہ پہنایا۔ بیمار اور قید میں تھا تم نے میری خبر نہ لی" (متی ۲۵-۴۱ و ۴۲ و ۴۳) اُسوقت رونا کہ شکل انسان میں خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا کچھ فائدہ نہ دیگا۔ (غزل الغزلات ۵-۶)

خود غرض اور مغرور آدمی ہر وقت اپنی ہی خوبیوں اور دوسروں کے عیبوں کی طرف دیکھتے رہتے ہیں وہ کسی کے ساتھ ہمدردی نہیں کر سکتے۔ لیکن جو

اپنے جسم اور روح کی مفلسی سے واقف ہیں اور دل وجان سے خدا کے احسانوں کے شکر گذار ہیں اور ہر ایک آدمی کو اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ وہ یا تو خدا کی ہیکل ہے یا ہو سکتی ہی تو وہ کبھی بھی ہمدردی کرنے سے نہیں رُک سکتے + باقی آیندہ

اِشتہارات

ضرورت

گراموں فون باجی کے ساتھ ۔ پنے اور شہروں میں لے جانے کے لئے ایک انگریزی دان مسیحی کی ضرورت ہے تنخواہ معقول دی جاوے گی درخواستیں تپہ ذیل پر بہت جلد آنی چاہئیں فقط

سموئیل وکٹر شاہ حاجی پورہ شہر سیالکوٹ

اشتہار

جھنگ بار مشن کے لئے چند کارندوں کی ضرورت ہی۔

(۱) ایک اسسٹنٹ ۔ سکولوں اور متفرق کام کے لئے مسیحی +

(۲) دو مسیحی استاد دیہاتی سکولوں میں کام کرنے کے لئے +

(۳) ایک استاد گوجرہ نائیٹ سکول میں انگریزی اور اردو پڑہانے کے واسطے ۔ ہندو یا مسلمان ہو +

(۴) دو مسیحی استاد علاقہ میں کام کرنے کے لئے +

تنخواہ انٹرنس پاس کو ۲۰ مڈل پاس کو ۱۵ پرائمری پاس کو ۱۰ ۔ الاؤنس اس سے الگ ہیں + ایک سال کی آزمایش کے بعد مشن کے ساتھ پورا تعلق ہوگا اور منظوری کی نوکری ہو جاویگی ۔ ترقی کا میدان وسیع ہوگا +

درخواستیں حسب ذیل پتہ پر آنی چاہئیں +

وارث الدین ۔ گوجرہ ضلع لائل پور

مخزن مسیحی

یہہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو رومن اُردو اور انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کی خاطر شایع ہوتا ہی ۔ اسکا مدعا ہی کہ بڑے بڑے مبشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندوں کی علمی استعانت کرے ۔ نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں ۔ سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دیجاتی ہی +

شرح چندہ کی حسب ذیل ہی

عوام سے　عا　سالانہ

اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو　عہ　"

" پچیس روپیہ سے کم ہو　عہ　"

" پندرہ روپیہ سے کم ہو　۱۲ر　"

" نو روپیہ سے کم ہو　۸ر　"

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہی ۔ درخواستیں ذیل کے پتہ پر ہونی چاہئے +

پادری ۔ اے جی میکاؤ ۔ الموڑہ یوپی (صوبجات)

پرسبٹیرین بیوگان و یتامی کا فنڈ

یہہ فنڈ سنہ ۱۸۴۹ء میں قایم ہوا ہی ۔ تین سو سے زیادہ اشخاص اس میں شریک ہیں ۔ ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے ۶۵ بیوگان اور خاندانوں کو ۸۵ ہزار روپیہ زیادہ ہی جو چندہ دہندگاں سے وصول ہوا ہی ۔ اسوقت اس فنڈ میں بیالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہی ۔ اس فنڈ کا نرخ کسی اور اس قسم کے فنڈ سے یہہ ارزاں ہی ۔ ہند کا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہو سکتا ہی ۔ مردوں کو ہر سال میں مستورات کو بیوہ کی حالت میں اور بچوں کو یتیمی میں اس فنڈ سے پنشن ملتا ہے ۔ صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپکٹس روانہ کر دیا جاتا ہے +

پادری والٹر جے ۔ کلارک صاحب ایم ۔ اے منیجنگ ڈائرکٹر نولکھا لاہور

دستورالعمل نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ　مع ضمیمہ عا

قیمت سالانہ مع محصول ڈاک　"　عا　"　ے

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی +

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	عا	ہر	ے
چوتھائی کالم	ہر	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	سےعہ
پورا کالم	عہ	سےعہ	سہ
پورا صفحہ	سہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کیلئے فی سطر کالم ۲ر مابعد کیلئے ار فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا +

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں ۔

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پر تصویردار سنڈے سکول بلا محصول عہ

"　"　"　"　مع محصول عہ

" سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

پانچ ہزار روپیہ انعام

ممیرے کا سُرمہ

پانچ ہزار روپیہ انعام

پانچ ہزار روپیہ انعام	مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب	پانچ ہزار روپیہ انعام

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہو کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہو ضعف بصارت تاریکی چشم دھندجالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہو اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہہ سرمہ یکساں مفید ہو قیمت اسلئے کم رکھی ہو کہ خاص و عام اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہو دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ خاص ممیرہ فی تولہ ۲ ہر خرچ ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواست کیوقت اسلئے اخبار کا حوالہ ضرور دیا

المشتہر

پروفیسر میاں سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

تازہ سندات	ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہی!	تازہ سندات

ا ۔ میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ صاحب نے خود بنایا ہی آپ خود اور بہت سے مریضوں پر استعمال کرکے دیکھا ہو اور میں اس امر کی کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھوں کی بیماری کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہی میں نے اپنے تجربہ میں آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا میں اُنکو جنکی آنکھوں میں ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہو بڑے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہوں ہر طرح پر مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ پانی آنے دھند خارش سرخی چشم کیواسطے انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوگا اور سچ تو یہ ہی آپ نے اسقدر محنت سے وہ مجرب سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا احسان کیا ہو اسکا شکریہ الفاظ میں ہونا محال ہی ضرور ہی کہ ملک کے تمام لوگ آپکے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائیں اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں

(راقم پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر بھاولپور)

۲ ۔ جناب پروفیسر میاں سنگھ صاحب بندہ نواز سلمکم تسلیم مزاج شریف آپ کے یہاں سے بذریعہ ویلیو پی ایبل سرمہ منگا کر استعمال کیا حد درجہ کا مفید ہوا بلکہ صحت کلی ہو گئی ۔ آپکا تیار کیا ہوا سرمہ علاوہ پانی سرخی چشم پڑوال کی کھجلی میں اور ٹریکوما شروع کیر کٹ دابتدائی موتیابند) میں بھی مفید ہو۔ بصارت کو طاقت دیتا ہی بہت سے مریضوں پر استعمال کیا تیسرے دن فائدہ معلوم ہوا واقعی اکسیر کا حکم رکھتا ہو ایک تولہ سرمہ مفید اور بھیجدیں +

(راقم ڈاکٹر ریاض الدین مقام کرانگ ضلع مجلنا سرحد ملک چین)

۳ ۔ جناب پروفیسر صاحب تسلیم آپکا سرمہ ایک مریض پر استعمال کیا جسکو عرصہ سے دھند ناخنہ ۔ کھارنک لوشن کاسٹک لیچن بوریک لوشن لیڈ لوشن کسی سے اسکو فائدہ نہوا آپ کے سرمہ سے ایک ہفتہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوا +

(راقم ۔ ڈاکٹر نوازش علی پنشنر مقام ۔ دیوبند)

۴ ۔ جناب پروفیسر میاں سنگھ صاحب تسلیم میں نے آپکے یہاں سے سرمہ سفید ممیرے کا منگوا کر استعمال کیا حد درجہ کا فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہو گئی ۔ آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہو بصارت کو طاقت بخشتا ہی تیسرے دن فائدہ معلوم ہوتا ۔ واقعی یہہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہی اسلئے میں خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ اس سرمہ سے بہتر آنکھ کیلئے اور کوئی دوا نہیں ہے +

(راقم مہاراج کنور چھتر پال سنگھ صاحب بہادر ریاست بھنگواں اودھ)

۵ ۔ جناب سردار صاحب تسلیم آپکا ممیرے کا سرمہ استعمال کیا میں تصدیق کرتا ہوں کہ بیشک یہہ سرمہ کمزوری چشم کیلئے بہت مفید ہی میری آنکھیں بہت کمزور تھیں میں لکھنا پڑھنا کام کرنے سے معذور ہوتا جاتا تھا ۔ اب میری یہہ کیفیت ہی کہ صرف چار روز کے استعمال سے تین تین پہر بلکہ تمام دن اچھی طرح کام کر سکتا ہوں

راقم میاں خورشید محمد خان خلف نواب یسین محمد خان صاحب رئیس اعظم ریاست بھوپال +

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کی سندات میں سے جو قریب پچیس ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بینک میں اسی غرض کے لئے ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء میں جمع کیا گیا ہی +

پادری سی۔ آر۔ ٹی۔ ٹریسی صاحب اڈیٹر و مینیجر نور افشاں کیواسطے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام وائیکلی بادرس کے چھپا